نوحہ

شبیرؑ تیری عظمت کی قسم میں شانِ علیؑ دکھلا دیتی
ہوتی نہ وصیت گر تیری کوفے کی زمیں الٹا دیتی

عباسؑ کی خواہر ہوں بھیا مل جاتی اجازت گر تیری
دربار الٹتی میں ایسے خیبر کی یاد دلا دیتی

سن سن کے صدائیں بچی کی دل چاک ہوا جاتا تھا مگر
بے تاب تھی وہ بابا کے لئے میں کیسے تمہیں بلوا دیتی

اے بھائی سکینہؑ یوں تڑپی ایوان یزیدی کانپ اُٹھا
تھے میرے ہاتھ بھی جکڑے ہوئے میں کیسے اسے بہلا دیتی

اِک ہاتھ اٹھا درباں چونکا بچی چیخی دم توڑ دیا
سب قیدی تڑپ کر روتے تھے میں کس کس کو پرسا دیتی

عباسؑ تھا میرا نہ اکبرؑ ماں غش میں پڑی تھی دکھیاری
میت تھی زمیں پر ہاتھ بندھے میں کیسے رسن کھلوا دیتی

غربت میں سکینہؑ روٹھ گئی زنداں میں لحد بنوائی ہے
ملتی جو اجازت زینبؑ کو پہلو میں تیرے دفنا دیتی

414 عباسؑ تیری شہزادی کے بے جرم طمانچے مارے گئے
گر لاش نکلتی زنداں سے میں لا کے تجھے دکھلا دیتی

اے مادرِ گوہرؔ یہ کہہ کر مرقد پہ گری مظلوم بہن
مجبور تھی ورنہ میں بھیا بچی کو وطن پہنچا دیتی